مولانا عبد المجتبیٰ رضوی کی تصنیف لطیف تذکرہ مشائخ قادریہ پر محققانہ مقدمہ

# تقدیم بر تذکرہ مشائخ قادریه

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

**سلاسلِ طریقت** صدرِ اسلام میں جب کہ تصوف نے ابھی تک باقاعدہ شکل اختیار نہ کی، صوفیاءِ کاملین کے جن سلاسلِ طریقت نے مخلوقِ الٰہی کی راہنمائی فرمائی، ان میں سے دس سلاسل نے خاص شہرت پائی۔ صوفیہ کے سلاسل کا یہ اختلاف معاملات، مجاہدات اور ریاضات کے انداز کا اختلاف تھا۔ اصولِ شرع اور عقائدِ اسلام میں سبھی متفق تھے۔

قدوۃ العارفین حضرت ابوالحسن سید علی بن عثمان الجلابی معروف بہ حضور داتا گنج بخش قدس اللہ سرہ (م صفر ۴۵۶ھ) اپنی کتاب مستطاب فیض انتساب کشف المحجوب میں مذکورہ سلاسل طریقت کا تفصیلی تذکرہ فرماتے ہیں۔ ذیل میں کشف المحجوب کے حوالہ سے ان سلاسل طیبہ کا ذکر اختصار سے کیا جاتا ہے۔

(۱) **محاسبیہ** حضرت ابوعبداللہ الحارث بن عبداللہ المحاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں باتفاق علماء مقبول النفس اور مقتول النفس تھے۔ اصول و فروع اور حقائق کے علوم کے عالم تھے۔ تجرید و توحید میں ان کا قول ظاہری و باطنی معاملت کی صحت کا ہے۔ (۱)

(۲) **قصاریہ** حضرت ابوصالح بن حمدون بن عمارت القصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

---

(۱) کشف المحجوب، طبع سمرقند ص ۲۱۷

آپ علماء میں بزرگ اوراس طریق کے سردار تھے۔آپ کا طریقہ ملامت کا اظہار تھا۔معاملات
میں آپ کا کلام عالی ہے۔(۲)

(۳) **طیفوریہ** کی نسبت حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بن سروشاں بسطامی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔
آپ صوفیہ کے سرداراور بزرگ تھے۔آپ کا طریقہ غلبہ حال اور سکر تھا۔(۳)

(۴) **جنیدیہ** کی نسبت حضرت ابو القاسم جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔آپ کو اپنے زمانہ میں طاؤس العلماء، سید الطائفہ اورصوفیہ کے ائمہ کے امام کہا جاتا تھا۔آپ کا طریق، برخلاف طیفوریہ، صحو پرمبنی ہے۔

صحوعبارت ازصحت حال است باحق وسکر عبارت است ازفرط شوق وغایت محبت۔
حق تعالیٰ کے ساتھ صحت حال صحو کہلاتا ہے اور فرط شوق وغایت محبت، سکر ہے۔(۴)

(۵) **نوریہ** حضرت ابو الحسین احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔آپ صوفی علماء کے صدر اورنور سے زیادہ مشہور تھے۔گروہِ صوفیاء میں آپ کے مناقب روشن ہیں اور دلائل مضبوط۔(۵)

(۶) **سہیلیہ** کی نسبت حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔آپ صوفیاءِ کرام میں سے عظیم المرتبت اور بزرگ تھے۔آپ اپنے زمانہ میں سلطان تصوف اور طریقت کے مشکل مسائل کو حل فرمانے والے تھے۔(۶)

(۷) **حکیمیہ** حضرت ابو عبد بن علی الحکیم الترمذی کی طرف منسوب ہے۔آپ جملہ علوم ظاہری وباطنی میں امام زمانہ تھے۔آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔(۷)

---

(۲) کشف المحجوب، طبع سمرقند ص ۲۲۴　(۳) ایضاً ص ۲۲۷　(۴) ایضاً ص ۲۳۲
(۵) ایضاً ص ۲۳۳　(۶) ایضاً ص ۲۴۰　(۷) ایضاً ص ۲۵۸

(۸) **خزاریہ** کی نسبت حضرت ابوسعید خزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے۔ تصوف میں آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ تجرید اور مخلوق سے انقطاع میں آپ عظیم الشان تھے۔(۸)

(۹) **خفیفیہ** حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ گروہ صوفیہ کے آپ سردار و مقتداء ہیں۔ اپنے وقت میں عزیز اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ کی بے شمار تصانیف مشہور و معروف ہیں۔ علم طریقت میں آپ کے فنون اور مناقب اتنے مشہور ہیں کہ ان تمام کا جمع کرنا مشکل ہے۔(۹)

(۱۰) **سیاریہ** حضرت ابوالعباس سیاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ مرو کے امام تھے۔ تمام علوم میں عالم اور حضرت ابوبکر واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرو تھے۔(۱۰)

**سلاسلِ طریقت کی خدمات** چوتھی صدی ہجری کے اواخر اور پانچویں صدی ہجری کے اوائل تک عالم اسلام میں ان مقبول طرقِ تصوف نے جو علمی و روحانی مقام پیدا کرلیا تھا، وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔ ان اربابِ طریقت نے محراب و منبر کو عرفانِ الٰہیہ کا منبع بنا دیا اور اسرارِ دینیہ اور حقائقِ حقہ کا بیان ان کی تبلیغ کا ذریعہ بنا۔

اس زمانہ میں اسلامی سلطنت کی سرحدیں چین، روس، افریقہ اور دیارِ مغرب تک پہنچ چکی تھیں۔ فاتحین اسلام نے اسلامی عظمت کے پرچم عالم اسلام میں لہرا دیئے۔ بایں جاہ و حشمت یہ شاہان اسلام خود اربابِ طریقت کے ایسے گرویدہ و شیفتہ تھے کہ صوفیہ کرام کی خانقاہوں پر عقیدت و محبت سے حاضر ہوتے، ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے اور اپنی مشکلات ان سے

---

(۸) کشف المحجوب، طبع سمرقند ص ۲۹۵

(۹) ایضاً ص ۳۰۰ (۱۰) ایضاً ص ۳۰۴

حل کرواتے۔اس دور میں صوفیاءِ کرام کے اثر کی ہمہ گیر عظمت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ شاہی خاندان کی مستورات بھی اربابِ طریقت سے بہرور ہوتی تھیں۔

**ذیلی شاخیں** اس دور میں مذکورہ بالا دس سلاسل طریقت نے کافی شہرت حاصل کرلی تھی۔علاوہ ازیں ان کی ذیلی شاخوں......☆ ملامتیہ......☆ قلندریہ......☆ رفاعیہ......☆ جلالیہ......☆ جمالیہ...... ☆ زینتیہ......☆ روشنیہ......☆ خلوتیہ......☆ شازلیہ......☆ شطاریہ......☆ بکریہ......☆ خواطویہ ......☆ جوہریہ ......☆ دنائیہ...... ☆ مکیہ...... ☆ ہاشمیہ ...... ☆ عینیہ ......☆ قاسمیہ ......☆ کبرویہ......☆ وغیرہ سلاسلِ طریقت نے اطراف عالم میں رشد وہدایت کے مراکز قائم کرلئے۔

**چار معروف سلاسل** ان تمام سلاسلِ طریقت نے رفتہ رفتہ ان چار مشہور سلاسل کی شکل اختیار کرلی جو آج قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، اور سہروردیہ کے نام سے معروف ہیں۔یایوں کہہ لیجئے کہ تمام سلاسل نے ان مؤخرالذکر سلاسل میں اپنا ادغام کرلیا اور ہر سلسلہ اب انہی کی طرف مائل ہے۔

جیسا کہ صدرِ اسلام میں ائمہ مجتہدین کی کثیر تعداد تھی۔ان کے متبعین کی کثیر تعداد بھی موجود تھی، مگر شدہ شدہ ائمہ مجتہدین کے صرف چار معروف سلاسل نے استقرار حاصل کرلیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ اب ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرے، اس کے بغیر گمراہی ہے، اسی طرح صوفیاء کا بھی اس زمانہ میں یہی قول رائج ہے کہ ان چاروں سلاسلِ طریقت میں سے کسی ایک کے ساتھ وابستہ ہوجائے۔

..............................

## اکابرینِ سلاسلِ اربعہ

☆ سلسلۂ قادریہ غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ)

☆ سلسلۂ سہروردیہ شیخ الشیوخ ابوحفص شہاب الدین سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ)

☆ سلسلۂ چشتیہ سلطان الہند خواجہ سید معین الدین سنجری اجمیری (متوفی ۶۳۲ھ)

☆ اورسلسلہ نقشبندیہ شیخ المشائخ بہاء الدین محمد نقشبند (متوفی ۷۹۱ھ) قدست اسرارھم کے اسماء گرامی سے منسوب ہوا۔

**سلسلہ قادریہ کی مرکزیت** تصوف کے ان چار مؤخر الذکر سلاسلِ طریقت میں سلسلہ عالیہ قادریہ قدیم ترین سلسلہ ہے۔ حضور غوث العالم قدس سرہ قدیم سلاسل طریقت میں سے سلسلہ جنیدیہ کے فرد فرید ہیں، جو سید الطائفہ طاؤس العلماء حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ اس سلسلہ کی نمایاں خصوصیت صحو ہے۔ جو ان کے عالی ظرف ہونے کی علامت ہے۔

سلسلۂ سہروردیہ جس میں فخر الدین عراقی، مصلح الدین شیرازی، امیر حسینی ہروی اور بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہم نے ممتاز مقام حاصل کیا، نے بھی حضور سید غوث العالم سے اکتساب فیض کیا۔

سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ غریب نواز اجمیری قدس سرہ، حضور غوث اعظم کے فیضان سے وافر حصہ لے کر برصغیر تشریف فرما ہوئے اور روحانی خانقاہ کا سلسلہ شروع کیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ کے صوفیاءِ کرام نے بھی سلسلہ قادریہ سے اکتسابِ فیض کیا۔

**مرجع اولیاء غوثِ اعظم** حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مجمع برکات قدسی صفات سے اولیاء کاملین متقدمین ومتاخرین نے اکتساب فیضان کیا، اور اس امر کا اعتراف بھی کیا۔ بے شمار شواہد کتبِ اربابِ طریقت میں موجود ہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ جس کسی کو ظاہری یا

باطنی فیض ملا ہے سید غوث اعظم کی وساطت سے ملا ہے، خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔کوئی ولی آپ کی مہر تصدیق کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہوسکتا۔حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمادیں اور جسے چاہیں معزول فرمادیں۔

بادشاہی دو جہاں را قادری
غیر تو کس را نہ زیبد قادری
اللہ اللہ چہ عظیم وچہ رفیع القدر است
غوث اعظم کہ جہاں بندۂ فرمان ویست
ہر کہ درپیش تو اے شاہ جہاں بندہ نہ شد
خسر الدنیا والآخرۃ درشان ویست

**مقام غوثیت** زبدۃ الاصفیاء عمدۃ الاتقیاء حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی و سرہندی قدس سرہ حضور غوث اعظم کی عظمتِ رفیعہ اور مناصبِ عُلیہ کو اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں۔اختصار کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

> وہ راستے جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں، دو ہیں۔ایک وہ راہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے (علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام) اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے۔اس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں۔اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں، بلکہ بہت ہی تھوڑے......اور اس راہ

میں توسط وحیلولت نہیں، جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرسکتا ہے اور کوئی دوسرے کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔

اور ایک راہ وہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ اقطاب، اوتاد، اور بدلاء ونجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں، اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے۔ بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط وحیلولت ثابت ہے اور اس راہ کے واصلین کے پیشواؤں، سرداروں اور ان کے بزرگوں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان (سلسلہ) ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان مقامات میں ان کے شریک ہیں۔

میں سمجھتا ہوں حضرت امیر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اسی مقام کے ملجا وماویٰ تھے۔ جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض وہدایت اس راہ سے پہنچی، ان کے ذریعہ سے پہنچی۔ کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطے کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا، اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثناء عشرہ میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا اور ان بزرگوں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض وہدایت ملی، ان بزرگوں کے

ذریعے اور حیلولت سے ملی۔ اگرچہ وہ اقطاب ونجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں، سب کے ملجاء وماویٰ یہی بزرگ ہیں۔ کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی۔

جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہور نہیں ہوا۔ اس راہ میں فیوض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہوا، خواہ وہ اقطاب ونجباء ہوں، آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا (۱۱)۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور وہ کبھی غروب نہ ہوگا۔

شمس سے مراد فیضان ہدایت وارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے۔ اور جب شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو

---

(۱۱) مکتوبات امام ربانی مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی

سوال: یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مجدد الف ثانی کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے، وہ انہی سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب واوتاد ہوں یا نجباء وبدلاءِ وقت۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب مناب ہیں اور شیخ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ ان (مجدد الف ثانی) سے وابستہ ہے جیسا کہ کہا ہے نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌمِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے۔ لہٰذا کوئی استحالہ واشکال نہ رہا۔

پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا،مقرر ہوا اور رشد ہدایت کے وصول کا واسطہ
ہوئے جیسا ان سے پہلے بزرگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ کہ جب تک فیض
کے توسط کا معاملہ قائم ہے،ان ہی کے وسیلہ سے ہے۔تو لازماً درست ہوا کہ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

آپ کا فرمان بجا ہے۔

**فرمانِ مجدد الف ثانی** مذکورہ حقیقت کو ذرا اختصار کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے رسالہ مکاشفات غیبیہ میں بھی بیان فرمایا ہے۔فرماتے ہیں۔

''باید دانست کہ واصلان ذات ازیں بزرگواراں کہ بہ افراد ملقب اند واکابر صحابہ وائمہ اثنا عشر از اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بایں دولت فائض اند واز اکابر اولیاء اللہ قطب غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی است قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بایں دولت ممتاز اند ودریں مقام شان خاص دارند کہ اولیاء دیگر ازاں خصوصیت قلیل النصیب اند،ہمیں امتیاز فضلے باعث علو شان ایشاں شدہ است۔فرمودہ اند قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ اگرچہ دیگراں راہم فضائل وکمالات بسیار است،اما قرب ایشاں بآں خصوصیت از ہمہ زیادہ تر است در عروج بآں کیفیت کسے بہ ایشاں نمی رسد،باصحاب وائمہ اثناء عشر دریں باب شارک اند۔ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ''(۱۲)

(۱۲) مکاشفات غیبیہ طبع کراچی۔ص۴۰،بحوالہ فضلیت غوث اعظم از قلم حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکز مجلس رضا،لاہور

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے روحانی مدارج اور مراتبِ عالیہ اور ان کی کفیتِ حصول کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"واز آنجا بمقامات اصل ترقی ارزانی فرمودہ باصل الاصول رسانید دریں عروج در مقامات اصل ست مدداز روحانیت حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس وبقوت تصرف ازآں مقامات گزارنیدہ باصل الاصول گردانیدند۔" (۱۴)

یادرہے کہ اصل الاصول روحانیت کی دنیا میں وہ مقام ہے جو حضرت مجدد الف ثانی کی تصریح کے مطابق اقل قلیل حضرات کونصیب ہوتا ہے، اور یہ مقام قریب نبوت کی ہدایت و راہنمائی سے حاصل ہوتا ہے۔

**افضلیتِ غوثِ اعظم** حضور غوث الثقلین قدس سرہ کے ارشاد قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کی تشریح وتائید میں اکثر اولیاء کاملین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ وہ حضرات جن کی افضلیت منصوص ہے، (یعنی حضرات صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) ان کے سوا سب زمانوں کے اولیاء کرام، معاصرین، اولین وآخرین سب کے سب آپ کے فیض یافتہ ہیں اور سب ہی آپ کے تابع ہیں۔ مگر بعض حضرات نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے آپ کی افضلیت صرف آپ کے زمانہ کے اولیاء پر مانی ہے اور بعض حضرات نے معاصرین اور آخرین پر آپ کا تفوق تسلیم کیا ہے مگر اولین پر نہیں۔

رسالہ رموز خمریہ یعنی شرح قصیدہ غوثیہ تالیف حضرت عارف کامل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں بطور پیش لفظ ناشر نے حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کے حوالہ سے

(۱۴) رسالہ مبدا ومعاد، طبع (۱۳۷۶ھ) لاہور۔ ص۵

حضور غوثِ اعظم کے کلام الہامی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کی بابت لکھا ہے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ حال کمالات شان از کتاب مآثر الکرام وغیرہ ظاہر است درمناقب الاولیاء فرمودہ

سوال: از کلام الہامی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ مراد اولیاء ہمہ عصر اند یا اولیاء ہمعصر؟

جواب: مشہور آں است کہ مراد اولیاء ہمہ عصر اند اما شیخ احمد صاحب نقشبندی گفتہ کہ ایں حکم مخصوص بہ اولیاء آں وقت است اولیاء ماتقدم و ماتاخر ازیں حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم می شود کہ قدم در وقت او برگردن ہمہ اولیاء خواہد بود وہم چناں از کلام غوثے کہ در بغداد بود وایں فقیر (شاہ حبیب اللہ چشتی) می گوید ہرگاہ کہ غوث اعظم از حق سبحانہٗ بہ تکلم ایں کلام مامور گشت و تکلم نمود ازاں وقت ہر کہ داخل ولایت است مندرج است تحت این کلام، چنانچہ بحیرا راہب وغیرہ از علو شاں جناب پیغمبر خدا ﷺ خبر دارد کہ در وقت او کفر ذلیل گردد وادیان دیگر نسخ پذیرد، مراد ازاں یک وقت مخصوص نیست بلکہ از وقت نزول امر الٰہی تا قیامت وقت اوست وبالفرض اگر اولیاء آں عصر مراد داشتہ شود یقینی است کہ اولیاء آں عصر پیران اولیاء ماتاخر شدند، ہر گاہ پیراں منقاد شدند گردن نہاد بطریق اولیٰ وکلام شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ دلالت برنفی ماتقدم وماتاخر نمی کند ناسخ کلام الٰہی نمی تواند بود۔'' (۱۴)

(۱۴) رموز خمریہ شرح قصیدہ غوثیہ، طبع صبح صادق سیتاپو(۱۳۰۶ھ) بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔

☆ حضرت شیخ آدم نبوری (م ۱۰۵۳ھ) قدس سرہ نے خلاصۃ المعارف ونکات الاسرار میں وہی کچھ فرمایا ہے جوان کے شیخ ومرشد ارشد امام ربانی قدس سرہ السامی نے بیان فرمایا ہے۔

☆ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فاضلِ اجل حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ) نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

''پس ثابت شد حکم کشفاً قطعاً بر ثبوت قدم مبارک برفوق رقاب جمیع اولیائے کرام اولین وآخرین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم واز جمیع ماذکر دانستہ باشی''

**کشفی شہادت** سرخیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی (م ۸۹۸ھ) نے اس سلسلے میں متعدد بزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک بزرگ کی کشفی شہادت ملاحظہ ہو۔

''شیخ ابوسعید قیلوی گفتہ کہ چوں شیخ عبدالقادر گفت قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بردل وے تجلی کردورسول اللہ ﷺ بردست طائفہ از ملائکہ مقربین بحضر اولیاء متقدمین ومتاخرین کہ آنجا حاضر بودند، احیاء باجسادِ خود واموات بارواح خود خلعتے دروے پوشانید وملائکہ ورجال غیب مجلس ویرا درمیان گرفتہ بودند وصفہا درہوا ازایستادہ بوند، بروے زمین ہیچ ولی نماند مگر کہ گردن خود را پست کردو بعضے گفتہ اند کہ یک کس از عجم تواضع نہ کردوحال ازمتواری شد۔''

اسی حقیقت کو حضرت شاہ ابوالمعالی قادری قدس سرہ نے اپنی فارسی کتاب تحفہ قادریہ میں بیان کیا ہے، اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا محمد باقر نقشبندی مجددی ڈیٹر یالوی ثم لاہوری نے سیرت الغوث کے نام سے کیا ہے۔(۱۵)

(۱۵) سیرت الغوث، طبع نول کشور لاہور (۱۳۲۳ھ)۔ص ۵۳

**فرمان شاہ ولی اللہ** حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقشبندی (م۱۱۷۶ھ) سلسلہ قادریہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کرتے ہیں۔

''در اولیاء امت وصحاب طرق اقوی کسے کہ بعد تمام راہ جذب بآں کدہ وجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ است ودرانجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند ولہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیاء تصرف می کند۔''(۱۶)

اولیاء امت اور ارباب سلاسل میں سے جو راہ جذب کی تکمیل کے بعد خود اس نسبت (اویسیہ) کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ اس لئے (مشائخ) نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

**سلسلہ عالیہ قادریہ** شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔

لَقَدُفُهِمَ لِلطَّرِيْقَةِ الْقَادِرِيَّةِوَالنَّقْشَبَنْدِيَّةِوَالْجِشْتِيَّةِ خَاصِيَّةٌ عَلٰى حِدَتِهَافَالْقَادِرِيَّةُقَرِيْبَةٌمِّنَ الْاُوَيْسِيَّةِ وَالرُّوْحَانِيَّةِوَاِنْ كَانَ التَّعْلِيْمَ مِنَ الشَّيْخِ ظَاهِرٌوَلَهَاقَدَمٌ فِى الْاِرْتِبَاطِ بِالشُّيُوْخِ وَتَوَجُّهُ الْمَشَائِخِ اِلَى الطَّالِبِ لَيْسَتْ لِغَيْرِهَا وَذٰلِکَ ظَاهِرٌلاَنَّ الشَّيْخَ عَبْدَالْقَادِرِلَهٗ شُعْبَةٌمِّنَ السَّرَيَانِ فِى الْعَالَمِ وَذٰلِکَ اَنَّهٗ لَمَّامَاتَ صَارَبِهَيْئَةِالْمَلاءِ الْاَعْلٰى وَالطَّبْعُ فِيْهِ الْوُجُوْدُالسَّارِىُّ فِى الْعَالَمِ كُلِّهٖ فَحَصَلَ مِنْ هٰذَاالْوَجْهِ رُوْحٌ فِىْ طَرِيْقَتِهٖ.(۱۷)

سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے، تاہم یہ سلسلہ، طریقہ اویسیہ

---

(۱۶) ہمعات (فارسی) از شاہ ولی اللہ، ص۶۱ بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

(۱۷) تفہیمات الٰہیہ بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی، اور یہ امر ظاہر وعیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو عالم میں اثر ونفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس لئے کہ انہیں وصال کے بعد ملاءِ اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہوگئی ہے، اور ان میں وہ وجود منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری وساری ہے۔ لہٰذا ان کے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہوگئی ہے۔

☆ شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکار پوری سلسلہ نے قادریہ اور قادریوں کے بارے میں نہایت مفید ہدایت لکھی ہیں، فرماتے ہیں۔

''فضل طریقہ قادریہ بر جمیع طرق فضل تابعان او بر تابعان جمیع طرق، چہ فضل متبوع است وَقَدْقَالَ اللهُ تَعَالٰی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ واز یں جا ظاہر گردید کہ مرید طریقہ علیہ قادریہ را با وجود مرشد قادری نشاید کہ ارادہ استفادہ از طرق دیگر کند چہ اصحاب طرق دیگر بتوسط جناب ایشاں فتح باب می یابند اگر چہ اقطاب وقت ونجباء ساعت باشند پس اصحاب طرق دیگر اگر استفادہ از طریقہ علیہ قادریہ نمایند درحق ایشاں سبب مزید فیض خواہد بود۔ (۱۸)

خلاصہ یہ کہ سلسلہ قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے، اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہتر ہو ان سب امتوں میں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ سلسلہ قادریہ

---

(۱۸) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی ص ۲۱۱، بحوالہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

روحانیہ کا مظہر ہے۔اس سلسلہ میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ

کے مرد کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے۔اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے فیض یاب ہوتے ہیں،اور اول وآخران ہی کے طفیل ان پر درِ معرفت وَاہوتا ہے،اگر چہ وہ اقطاب ونجباءِ وقت ہوں۔ہاں دیگر سلاسل کے مریدین کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے لئے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

☆ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری قدس سرہ تحفہ قادریہ میں اسی حقیقت کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں۔

شیخ ابوالبرکات موصلی سے منقول ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے،کہ جو کوئی مشائخ کرام کے مریدوں سے مجھ سے خرقہ لینے کی آرزو کرے تو اس کو پہنادوں،مگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کے نہیں پہنا سکتا۔کیونکہ وہ رحمت بے نہایت اور عنایت بے غایت کے دریا میں غرق ہیں۔ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں،وہ کیوں کسی کی طرف التفاف کریں۔کیونکہ کوئی سمندر کو چھوڑ کر حوض کی طرف نہیں آتا۔

ہر کہ در جنت عدن است گلستاں چہ کند(۱۹)

**منصبِ غوثِ اعظم فاضلِ بریلوی کی نظر میں** نائب غوث الوریٰ امام احمد قادری بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) نے مخدوم ومطاعِ عالم حضور غوثِ اعظم قدس سرہ کے منصبِ رفیع کو اپنی متعدد تصانیف

(۱۹) سیرت الغوث از مولانا محمد باقر نقشبندی مجددی،لاہوری،طبع بار اول ۱۳۲۳ھ۔لاہور۔ص ۳۵

میں بڑی شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔

**بصورتِ نظم** نظم کی صورت میں آپ کے چند کلمات پڑھئے اور عظمت قادریت کے جلوے ملاحظہ کیجئے۔

تنزیل مکمل ست عبدالقادر　تکمیل منزل است عبدالقادر
کس نیست جزا دردو کنارایں سیر　خود ختم وخود اولست عبدالقادر
نامدز سلف عدیل عبدالقادر　ناید بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گراز اہل قرب جوئی گوئی　عبدالقادر مثیل عبدالقادر
صدیق صفت حلیم عبدالقادر　فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر　دررنگ علی علیم عبدالقادر

☆☆..............................................☆☆

بخارا و عراق وچشت واجمیر　تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب　قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث
ملک کے کچھ بشر کے کچھ جن کے ہیں پیر　تو شیخ عالی وسافل ہے یا غوث
تیری عزت، تیری رفعت، تیرا فضل　بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یاغوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت　بس آگے قادری منزل ہے یاغوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں　وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یاغوث
یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی　ہر ایک تیری طرف مائل ہے یاغوث
انھیں تو قادری بیعت ہے تجدید　وہاں خاطی جو متبدل ہے یاغوث
مشائخ میں کسی کو تجھ پہ تفضیل　بحکم اولیاء باطل ہے یاغوث

☆☆..............................................☆☆

| | |
|---|---|
| سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے | افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا |
| جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے | ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا |
| مزرع چشت و بخارا وعراق واجمیر | کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا |
| حکم نافذ ہے تیرا، خامہ تیرا، سیف تیری | دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا |
| تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی | قطب خود کون ہے، خادم تیرا چیلا تیرا |
| سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف | کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا |
| صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری | شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا |
| کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز | کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا |
| نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور | نہیں کس آئینہ کے گھر میں اوجالا تیرا |

☆☆..............................☆☆

**بصورتِ نثر** محبّ سنت جناب حاجی اسمٰعیل میاں صدیقی واڑی نے جنوبی افریقہ کے مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹو لینڈ سے متعدد بار دارالافتاء بریلی میں سوالات روانہ کئے، جن کے جوابات امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے لکھ کر روانہ کئے۔ ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں۔

> ''حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں۔ جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے۔''(۲۰)

(۲۰) السنیۃ الانیقۃ فی فتاویٰ افریقہ، مطبوعہ کان پور، ص ۱۰۱

☆ طلبِ وسیلہ سنتِ جمیلہ ہے۔ اس بارے میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

''جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب (۲۱) اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔
''التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست'' (۲۲)

☆ قصیدہ غوثیہ کی فصاحت و بلاغت بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ نے غوث اعظم کے مدارج علیہ کا ذکر یوں فرمایا۔

''بالجملہ ہمارے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الفریقین و نظام الطریقین و سرور اصحاب صحور و تمکین و وارث اکمل حضور سید المرسلین ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم، ولہذا رب عزوجل نے حضور کو شطحیات سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال واحوال واعمال سب کو احیائے ملت واقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔ نہیں کہتے جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وحشرنا فی زمرۃ من تبعہ ووالاہ امین۔ بایں ہمہ وہ تجلیات عظیمہ وارادات جسیمہ جن کا عشر عشیر اوروں کو بےخود وآشفتہ واز خود رفتہ کردے، جب بحمد اللہ یہاں کمال تمکین وغایت وقار وتسکین کے سوا کچھ اثر نہیں ڈالتیں۔'' (۲۳)

(۲۱) وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسبتاً وعلماً دادا اور طریقۃً پردادا، شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمد وداعی سنت نبویہ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں...... ہندو عرب ولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے

(۲۲) السنیۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ، مطبوعہ کانپور۔ ص ۱۲۲

(۲۳) الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ، مصنفہ امام احمد رضا، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، ص ۳۰

**شجرہ نسب** امام الفریقین، موضح الطریقین، معلم الطرفین، غوث الثقلین، کریم الجدین حسنی حسینی سید ہیں، والد ماجد کی طرف سے شجرہ نسب یوں ہے۔

''سید محی الدین عبدالقادر بن سید موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ جون سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنی بن سید امام حسن بن سیدنا علی ابن ابی طالب۔

والدہ ماجدہ کی جہت سے شجرہ نسب یوں ہے۔

سید محی الدین عبدالقادر بن امتہ الجبار ام الخیر فاطمہ بنت سید ابوعبداللہ صومعی بن سید ابو جمال الدین محمد بن سید محمود بن سید ابوالعطا بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابوعلاء الدین محمد جواد بن سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سید الشہداء ابو عبداللہ امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔'' (۲۴)

**برکات اسمائے اجداد** صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابن ماجہ میں ایک حدیث کی سند یوں ہے۔

''حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ وَمُحَمَّدُبْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنِ صَالِحٍ اَبُوالصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُوْسٰى رِضٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.

حدیث بیان کرنے کے بعد حدیث کا ایک راوی اس حدیث کی سند کی ایک خوبی بیان کرتا ہے۔

قَالَ اَبُو الصَّلْتِ لَوْقُرِئَ هٰذَاالْاِسْنَادُعَلٰى مَجْنُوْنٍ لَبَرِأَ

ابوالصلت نے بیان کیا کہ اگر اس سند کو مجنون پر پڑھ کر دم کیا جائے تو یقیناً اسے شفا مل جائے۔

حسن اتفاق کہ یہ سند حدیث حضور غوث اعظم کا شجرہ نسب ہے۔ گویا یہ شجرہ طیبہ مریضوں کے لئے شفا کا پیام ہے۔ اس شجرۂ نسب کو سلسلۃ الذہب کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

---

(۲۴) محبوب الاتقیا فی ذکر سلطان الاولیاء، اردو ترجمہ نزہتہ الخاطر، مصنفہ ملا علی قاری طبع لاہور۔ ص ۲

**اولاد و امجاد** جس طرح حضور غوث الوریٰ کے آباؤ اجداد کا ایک ایک فرد شریعت وطریقت کا جامع اور عرفان الٰہیہ اور اسرارِ کونیہ میں یکتا تھا۔اسی طرح آپ کی اولاد امجاد کا ایک ایک فرد شریعت وطریقت کا جامع اور عرفان الٰہیہ اور اسرارِ کونیہ میں مقتدائے زمانہ ہے۔آپ کی اولاد و امجاد، پوتوں،نواسوں نے فقہ،حدیث،تفسیر اور دیگر علومِ دینیہ آپ سے حاصل کیا۔یہ حضرات بزم علوم کے چراغ بنے،زینت افتاء اور محفلِ وعظ کی رونق ان سے قائم رہی۔اسی طرح بزمِ عرفان میں قدوۃ الاصفیاءٔ الکاملین تھے،عرفاٗ نے ان سے اکتسابِ فیض کیا۔

**علم وفضل** غوث الوریٰ نے حدیث،فقہ،تفسیر اور دیگر علوم کے حصول میں اپنی عمر عزیز کا ایک وافر حصہ صرف فرمایا۔خود ارشاد فرماتے ہیں۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَمِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک تینتیس برس مسند تدریس اور افتاء کو زینت بخشی، تیرہ علوم میں کلام کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر و حدیث و مذہب وخلاف واصول ونحو پڑھایا کرتے تھے،اور نماز ظہر کے بعد خود قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔عراق اور اطراف سے فتاویٰ آپ کی خدمت میں آتے اور آپ پڑھتے ہی ان کا جواب لکھ دیتے۔درستی اور سرعت جواب کو دیکھ کر علماء حیران ہوتے۔امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے۔''(۲۵)

---

(۲۵) سیرت الغوث۔ص ۸۶،۸۵

بلکہ ملاعلی قاری مکی قدس سرہ نے اپنے رسالہ نزھتہ الخاطر الفاطر میں لکھا ہے کہ آپ اصل میں حنبلی المذہب تھے۔لیکن اپنے زمانہ میں چاروں مذہبوں میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔(۲۶)

علماء کا ایک عظیم گروہ آپ سے شرف تلمذ رکھتا ہے۔ملاعلی قاری نے مزید لکھا ہے کہ آپ کے زمانے میں کوئی شخص بھی علوِنسب اور شرفِ عبادت وعلم میں آپ کا ہم سر نہ تھا۔(۲۷)

آپ کی بہت سی مصنفات آپ کے وفور علم وعرفان پر شاہد ہیں۔آپ کی مجلسِ وعظ میں سینکڑوں علماء قلم دان لے کر حاضر رہتے تاکہ آپ کے ارشادات وافادات کو قلم بند کرلیں۔

**فتنۂ تاتار** ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں حضور غوث اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کی اولاد امجاد آپ کی مسند رشد وہدایت کی وارث بنی،بغداد،عراق اور عالمِ اسلام میں ان کی برکت سے شریعت وحقیقت کے گلستان میں بہار رہی تاآنکہ ۶۵۶ھ میں تاتار نے بغداد پر حملہ کیا۔تاتار کا یہ حملہ عالمِ اسلام پر ایک ایسی بلا تھی،جس سے بڑی مصیبت اسلام پر کبھی نہ آئی۔

☆ علامہ سیوطی نے اس بارے میں اپنے تأثرات یوں بیان کئے ہیں۔

وَكَانَتْ بَلِيَّةً لَمْ يُصِبِ الْإِسْلَامَ مِثْلُهَا(۲۸)

تاتار نے اسلام اور عالمِ اسلام کی غارت میں جو کچھ کیا اس کو علامہ مذکور نے بڑے موثر انداز میں بیان کیا ہے۔

قَالَ الْمُوَفِّقُ عَبْدُاللَّطِيْفِ فِيْ خَبَرِ التَّاتَارِ وَهُوَحَدِيْثٌ يَأْكُلُ الْاَحَادِيْثَ وَخَبَرٌ يُطْوِي الْاَخْبَارَ وَتَارِيْخٌ يُنْسِي التَّوَارِيْخَ وَنَازِلَةٌ تُصَغِّرُ كُلَّ نَازِلَةٍ وَقَادِحَةٌ

(۲۶) محبوب الاتقیائی ذکر سلطان الاولیاء،اردو ترجمہ نزہۃ الخاطر الفاطر،طبع لاہور(۱۹۳۱ء) بار دوم،ص۳

(۲۷) ایضاً۔ص۳

(۲۸) تاریخ الخلفاء،تالیف علامہ سیوطی،طبع مجتبائی دہلی۔(۱۹۱۰ء)

تُطْبِقُ الْاَرْضَ وَتَمْلُؤهَابَيْنَ الطُّوْلِ وَالْاَرْضِ.(۲۹)

موفق عبداللطیف نے خبر تا تار کے بارے میں بیان کیا کہ یہ ایک ایسی گفتگو ہے جس نے ہر قسم کی گفتگو کو مات کر دیا۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جس نے ہر خبر کی بساط لپیٹ دی۔ یہ ایک ایسی تاریخ ہے جس نے ہر تاریخ کو فراموش کر دیا۔ یہ ہر مصیبت سے بڑی مصیبت ہے۔ یہ ایک ایسی وبا ہے جس نے روئے زمین کو فساد سے بھر دیا۔

**عراق کی تباہی** تا تاریوں کی سفاکی اور اسلام دشمنی کے باعث ایران، عراق، عالمِ اسلام بالخصوص عروس البلاد بغداد جو مسلمانوں کے جاہ وجلال اور علم وعرفان کا کعبہ تھا، کی بربادی تاریخِ عالمِ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ ہے۔ اس سانحہ کا المناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہلاکو خاں کو سلطنتِ عباسیہ پر حملہ کی دعوت محقق طوسی نے دی، جو شیعہ عالم تھا، اور عباسی خلیفہ کا معتمد وزیر۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اس حادثۂ فاجعہ کو محقق طوسی کے مفاخر میں شمار کیا ہے۔

محقق طوسی کی دعوت پر بغداد کے حملہ کا نتیجہ علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔ حملہ کے بعد ہلاکوں خاں نے خلیفہ، اُمراء، وزرا، علماء، صوفیاء کو ایک سازش کرکے جمع کیا۔ پھر ہر ایک کو نہایت بے باکی سے ظلماً شہید کر دیا۔

فَاسْتَدْعَى الْفُقَهَاءَ وَاَمَاثِلَ اَنْ يَّحْضُرُوْا الْعَقْدَفَخَرَجُوْامِنْ بَغْدَادَفَضُرِبَتْ اَعْنَاقُهُمْ وَصَارَكَذٰلِكَ يَخْرُجُ طَائِفَةٌ بَعْدَطَائِفَةٍ فَتُضْرَبُ اَعْنَاقُهُمْ حَتّٰى قُتِلَ جَمِيْعُ مَنْ هُنَاكَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْاُمَرَاءِ وَالْحِجَابِ الْكِبَارِثُمَّ مَدَّالْجَسَرَوَبَذَلَ

(۲۹) تاریخ الخلفاء، تالیف علامہ سیوطی، طبع مجتبائی دہلی۔ (۱۹۱۰ء) ص ۳۲۴

السَّیْفَ فِیْ بَغْدَادَوَاسْتَمَرَّ الْقَتْلُ فِیْهَا نَحْوَاَرْبَعِیْنَ یَوْمًافَبَلَغَ الْقَتْلٰی اَکْثَرَمِنْ اَلْفِ اَلْفِ نِسْمَةٍ وَّلَم یُسْلَمْ اِلَّامَنِ اخْتَفٰی فِیْ بِیْرٍ اَوْقَنَاةٍ" (۳۰)

اس نے فقہاء اور علماء کو دعوت دی کہ وہ عقد (نکاح) کی محفل میں شامل ہوں۔ یہ حضرات بغداد سے (محفل نکاح تک) باہر نکلے، تو ان سب کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ اسی طرح ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ آتا، ہر ایک کو قتل کیا گیا۔ یہاں تک کہ بغداد میں جس قدر علماء، امراء دربان اور بڑے لوگ تھے سب قتل ہو گئے۔ تقریباً چالیس دن تک قتل وغارت جاری رہی۔ اس طرح دس لاکھ سے زیادہ جانیں ضائع ہو گئیں۔ صرف وہی بچا جو کنوئیں یا پردہ میں چھپا رہا۔ خلیفہ کو پامال کر کے قتل کیا گیا۔

**مشائخِ قادریہ کی شہادت** لاکھوں فضلاء، فقہاء، صوفیاء کی طرح خانوادہ حضور غوثِ اعظم، سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم مشائخ فقیہ ومحدث سید ابو المحاسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن سید محی الدین عبدالقادر...... سید ابو نصر محمد بن سید عماد الدین ابو صالح نصر (قاضی القضاۃ) بن سید تاج الدین عبدالرزاق قدس اسرارہم بھی تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ (۳۱)

تاتار کے حملہ سے عالم اسلام شدید مصائب سے دوچار ہو گیا۔ یہاں تک کہ ساڑھے تین برس تک خلافت عباسیہ کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس عرصہ میں مسلمان بغیر خلیفہ کے بے یار و مددگار رہے۔

وَکَانَ مُدَّةُاِنْقِطَاعِ الْخِلَافَةِ ثَلٰثَ سِنِیْنَ وَنِصْفًا (۳۲)

(۳۰) تاریخ الخلفاء، تالیف علامہ سیوطی، طبع مجتبائی دہلی۔ (۱۹۱۰ء) ص ۳۲۸

(۳۱) (ا) سیرت الغوث، ص ۹۳، ۱۵ (ب) محبوب الاتقیاء ص ۴...... ۷

(۳۲) تاریخ الخلفاء ص ۳۳۱

**سلسلہ قادریہ کا فروغ** سلطنت روحانی کے تاجدار سید محی الدین ابونصر قدس سرہ کی شہادت (۶۵۶ھ) کے بعدان کے اخلاف سیدنا علی اور سیدنا موسیٰ بن سیدنا علی قدس سرہ نے شجرۂ طیبہ کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ سلسلہ قادریہ کو اپنے جد امجد کی برکت سے عالم اسلام میں فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ اسلام کو جتنا دبانے کی کوشش کی جائے اتنا ہی یہ نکھر کر سامنے آتا ہے۔ بظاہر شاہی ساز و سامان سے عاری ان عظیم مقتدیان ملت اور رہبرایانِ طریقت نے دین کی بقا اور استحکام اور علم و عرفان کی تقسیم میں جلیل القدر شاہان اسلام سے بڑھ کر کام کیا، یہی وہ حضرات قدسی صفات ہیں جو نائبانِ نبوت اور وارثانِ ولایت ہیں۔ ان کے دم سے کائنات کی بہار رہی ہے، اور رہے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ وَ كَثَّرَ فِيْنَا اَمْثَالَهُمْ

**بغداد مرکز قادریت** مشائخ سلسلۂ قادریہ رضویہ میں سے سیدنا موسیٰ کاظم (م۲۵ر رجب۱۸۲ھ) سے لے کر سیدنا احمد الجیلانی (م۱۹محرم۸۵۳ھ) تک، ماسوائے سید علی رضا کے، حضرات کی زندگیاں بغداد میں گذریں، بعد وصال ان کے مزارات بغداد مقدس میں ہیں۔ تصوف نے جب سے باقاعدہ ایک فن کی شکل اختیار کی ہے، سلسلہ قادریہ کے جتنے مشائخِ عظام نویں صدی ہجری تک عروس البلاد میں جلوہ افروز رہے، دوسرے سلاسلِ طریقت میں شاید ہی اس کی مثال مل سکے کہ اتنا طویل عرصہ کسی ایک شہر میں ان کا روحانی دارالخلافہ علی سبیل التواتر رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام خصوصاً متوسلین سلسلہ قادریہ کی نظروں میں بغداد مقدس کی ایک خاص عظمت ہمیشہ سے رہی ہے۔

**ہندوستان میں سلسلہ قادریہ** شیخ بہاء الدین رضی اللہ عنہ، (م ۹۲۱ھ) مدفون دولت آباد ہند کے واسطے سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اشاعت برصغیر میں ہوئی۔ دہلی، کاکوری، لکھنؤ، کوڑا جہان آباد، کالپی، مارہرہ اور بریلی کے مقامات اس اعتبار سے بابرکت ہیں کہ ان میں مشائخ

قادریہ رضویہ نے علم وعرفان کی بارشیں نازل فرمائیں۔ مخلوق خدا کوواصل بخدا کیا۔ ان حضرات میں ہر ایک بزرگ خواجہ مقتداء زمانہ تھا، مگر جو عزت، شہرت اور عزت وجاہت نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ الوری کو عطا ہوئی وہ سب سے منفرد تھی۔

**نائب غوث الوریٰ** جس طرح دیگر سلاسل کے مریدان باصفا بھی حضور غوث اعظم قدس سرہ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، کچھ ایسا ہی امام احمد رضا قدس سرہ کے زمانہ میں تمام سلاسل کے مقتدایانِ عظام اوران کے مریدانِ باصفا، نائبِ غوث الوریٰ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ یہ امر اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ امام احمد رضا قادری برکاتی اپنے زمانہ میں نائبِ غوث الوریٰ رہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ کَرَمِہٖ وَ جُوْدِہٖ وَنَوَالِہٖ۔

**تاجدارِعلم وعرفان** نائبِ غوث الوریٰ امام احمد رضا......کون؟ وہی جسے علماءِ عرب وعجم نے بیک زبان شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللّٰہ علی العالمین، آیت من آیت اللہ، مجدد دین وملت، فردِدھر، وحیدِ عصر، غوثِ زمان، قطبِ دوران اوراس طرح کے بے شمار مدائح جلیلہ ومناقبِ جمیلہ کا حامل تسلیم کیا ہے۔ آپ کی علمی وروحانی عظمت دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ کَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ پچھلے تو کجا، اگلوں میں سے بھی کم حضرات کو یہ عظمت نصیب ہوئی۔ سلاطین علم عرفان نے انہیں اپنا تاجدار تسلیم کیا۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو ازسر نو رونق عطا فرما کر محی الدین کا لقب پایا۔ آپ کی اولا دامجاد جو سلسلہ شریفہ قادریہ کے امین ووارث بنے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے فتنہ حملہ تاتار میں بھی عظمت شریعت وطریقت کے محافظ وامین رہے۔ غوث الوریٰ کی برکت سے امام احمد رضا نے بھی اپنے وقت کے فتنوں میں دینِ اسلام کی حفاظت فرمائی۔ فتنہ کا قلع قمع کیا، دین کو ازسر نو رونق بخشی۔

**خدماتِ جلیلہ** امام احمد رضا قدس سرہ کے دور کا جائزہ لیں۔ برصغیر پر مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔ غاصب انگریز خود دینِ اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے اسلام کے خاتمہ کے لئے دیگر دشمنانِ اسلام کو بھی ساتھ ملالیا۔ یہاں تک کہ بعض صاحبانِ جبہ ودستار مسلم نما مولویوں کو بھی ترغیب سے اپنا ہم نوا بنالیا...... اب اسلامی امتیازات اور روحانی اقدار کو کند چھری سے ذبح کرنے کی ناپاک کوششیں تیار ہوئیں۔ عظمتِ اسلام سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوششیں ہوئیں۔ محاربۂ عظیم (۱۸۵۷ء) میں علماء، صوفیاء کی جس کثیر تعداد کو تہِ تیغ یا پابند سلاسل کیا گیا، وہ کم المیہ نہیں۔ جس طرح ہزاروں اساطینِ علم وعرفان نے کسمپرسی کے عالم میں جاں آفرینی کی، وہ حملہ تاتار کی یاد تازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

متعدد اعتزالی، انحرافی تحریکوں نے فرقوں کا روپ دھارا، اور برسات کے مینڈکوں کی طرح یہ گمراہ و بے دین فرقے پھیلے۔ غرض ہر طرف ایک عجیب شور برپا تھا۔ مسلمان سیاسی، اقتصادی، علمی، روحانی...... ہر اعتبار سے روبہ انحطاط تھے۔ ان کربناک، وحشت ناک اور المناک حالات میں مسلمانوں کے لئے روشنی کے عظیم مینار کا نام امام احمد رضا قدس اللہ اسرار نا بسرہ النوری ہے۔

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ نے خداداد عبقری صلاحیتوں سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ ہر سازش کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ سازشیوں کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ وہ اپنی موت آپ مر گئے۔ یہ تمام سازشیں طشت از بام ہو گئیں۔

**اعترافِ عظمت** تجدید دین کی ذمہ داری، ظاہر ہے کہ روحانی اقتدار میں رسوخ کے بغیر ادا ہونی محال ہے، یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے اکابر علماء و فضلاء جن کی عظمت خود آسمان عزت کا چراغ ہے، نے آپ کو جن جلیل مدائح سے یاد فرمایا ہے وہ اس امر پر شاہد و عادل ہیں۔ اس

مقام پران عظیم المرتبت حضرات علماء فضلاء امت کی چند تحریرات سے صرف ان مدائح کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کی روحانی عظمت کا تذکرہ ہے۔

☆ فخر الاماثل شیخ الخطبا شیخ احمد ابوالخیر میر داد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم کے نائب امام احمد رضا کے مناقب میں لکھا۔

فَهُوَ كَنْزُ الدَّقَائِقِ الْمُنْتَخَبُ مِنْ خَزَائِنِ الذُّخْرَةِ وَشَمْسُ الْمَعَارِفِ الْمُشْرِقَةُ فِي الظَّهِيرَةِ، كَشَّافُ مُشْكَلَاتِ الْعُلُوْمِ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ.............(۳۳)

☆ زین المشائخ علامہ سید مرزوقی ابوحسین مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

وَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتُ بِجَمِيْلِ ذِكْرِهِ وَعَظِيْمِ قَدْرِهِ وَتَشَرَّفْتُ بِمُطَالَعَةِ بَعْضِ مُصَنَّفَاتِهِ الَّتِيْ يُضِيْءُ الْحَقُّ بِهَامِنْ نُوْرِمِشْكَاتِهِ بَحْرِمَعَارِفِ تَتَدَفَّقُ مِنْهُ السَّاكِلَ كَالْاَنْهَارِ الْمُحَافِظُ بِتَوْفِيْقِ اللهِ تَعَالٰى عَلَى الْاٰدَابِ وَالسُّنَنِ وَالْوَاجِبَاتِ وَالْفَرَائِضِ. (۳۴)

☆ زین العلم والعلماء مولانا علی بن حسین المالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ آپ کی تصنیف سیف المعتمد المستند کی شان میں لکھا۔ اس میں آپ کی بابت لکھا۔

مُحْيِ عُلُوْمِ الدِّيْنِ اَحْمَدُ سِيْرَةٍ
عَدْلُ رِضَا فِيْ كُلِّ نَازِلَةٍ عَرَتْ
مَوْلَى الْفَضَائِلِ اَحْمَدُ الْمَدْعُوُّ رِضَا
خَانُ الْبَرِيْلَوِيُّ مَنْ بِهِ الْخَلْقُ اِهْتَدَتْ(۳۵)

(۳۳) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور۔ص ۱۲۶
(۳۴) ایضاً ص ۱۴۶،۱۴۵ (۳۵) ایضاً ص ۱۶۶

☆ شیخ الدلائل صورۃ السعادۃ مولانا السید محمد سعید المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

فَاِذَااَظْلَمَ لَیْلَ الشُّبْہِ اَطْلَعَ مِنْ سَمَاءِ عِلْمِہٖ بَدْرًا فَصَارَتْ بِذٰلِکَ مَحْفُوْظَۃً عَنِ التَّغْیِیْرِ وَالتَّبْدِیْلِ (۳۶)

☆ ضیاء الحرمین مولانا محمد بن احمد عمر المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

اَلْمُرْشِدُالْمُحَقِّقُ الْفَھَّامَۃُصَاحِبُ الْعَوَارِفِ وَالْمَنَحِ الْاِلٰھِیَّۃِاللَّطَائِفِ (۳۷)

☆ امام الشافعیہ فخر السادات مولانا حسین بن صالح جمل اللیل نے بغیر سابقہ تعارف کے، امام احمد رضا کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَجِدُنُوْرَاللّٰہِ مِنْ ھٰذَاالْجَبِیْنِ (۳۸)

اور فرمایا تیرا نام ضیاء الدین احمد ہے۔

☆ وحید العصر السید احمد الجزائری بن السید احمد المدنی، مفتی مکیہ، مکہ معظمہ نے لکھا۔

......فَرِیْدُالْاَوَانِ وَمَنْبَعُ الْعِرْفَانِ وَمَلْحَظُ اَنْظَارِ سَیِّدِ وُلْدِعَدْنَانَ...... (۳۹)

☆ استاذ المدرسین سید عمر بن مصطفیٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

...... اَلْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْعَامِلُ الْمَشْھُوْرُ بِمَحَاسِنِ الْاَخْلَاقِ وَالْقَدَمِ الرَّاسِخِ فِی الْمَعَارِفِ...... (۴۰)

☆ عمدۃ العلماء مصطفیٰ بن التارزی التونسی المالکی مدرس حرم نبوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

اَلْعَارِفُ بِرَبِّہٖ اَلدَّالُ عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ وَّمَکَانٍ اَلشَّیْخُ سَیِّدِیْ اَحْمَدْرِضَاخَانْ (۴۱)

---

(۳۶) حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، ص۲۱۲ (۳۷) ایضاً ص۲۱۴

(۳۸) تذکرہ علماء ہند، مرتبہ مولانا رحمٰن علی

(۳۹) امام احمد رضا اور عالم اسلام، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی (۱۴۰۳ھ) ص۹۰

(۴۰) ایضاً ص۹۸ (۴۱) ایضاً ص۱۱۵

☆ قدوۃ الاصفیاء مولانا محمد الحکیم آفندی مدرس مدرسہ سیدی خلیل دمشق الشام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

تَشْهَدُ لِمُؤَلِّفِهَا بِطُوْلِ البَاعِ وُسْعَةُ الِاطِّلَاعِ وَرُسُوْخُ الْقَدَمِ فِی الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ النَّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ مَعَ غَيْرَةِ دِيْنِهٖ وَحَمِيَّتِهٖ عَلَى الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ (۴۲)

☆ زینت المدرسین حضرت مولانا محمد سعید بن عبدالقادر النقشبندی الاستاذ الاول مدرسہ حضرت امام اعظم بغداد نے لکھا۔

......اَلْعَاضُّ بِالنَّوَاجِذِ عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ نُخْبَةُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ مَوْلَانَا مَوْلَوِی الشَّيْخ اَحْمَد رِضَا خَان......(۴۳)

☆ فخر العلماء حضرت مولانا علی بن احمد الکھار مدرس حرم نبوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

......كَيْفَ لَا وَهِيَ مِنْ اِغَاثِ اللهِ الْمُسْلِمِيْنَ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ............

**مجدد مائۃ حاضرہ** کثیر علماء حرمین اور عالم اسلام نے نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا خاں قادری کو چودہویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ برصغیر کے علماء وفضلاء کی کثیر تعداد نے بھی اس امر کی تائید وتوثیق فرمائی ہے۔ تجدید دین کا منصب علوم ظاہری میں رسوخ کے ساتھ اعلیٰ روحانی مناسب کا مقتضی ہے۔ بغیر اس کے تجدید دین کا فریضہ سرانجام نہیں پاتا۔ برصغیر اور عالم اسلام کے بے شمار حضرات نے امام احمد رضا قدس سرہ سے استفتاء کئے۔ ان میں آپ کے مریدین بھی شامل ہیں، اور وہ بھی شامل ہیں جو آپ کے سلسلہ میں بیعت کر کے منسلک نہ ہوئے۔ ظاہر ہے کہ مریدین حضرات اپنے اپنے شیخ طریقت کو عمدہ سے عمدہ کلمات سے یاد کرتے ہیں، یہاں صرف ان حضرات کے کلمات والقابات کا ذکر دلچسپی کا باعث ہوگا، جو آپ کے سلسلہ طریقت میں منسلک نہیں۔

---

(۴۲) امام احمد رضا اور عالم اسلام، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی (۱۴۰۳ھ)، ص ۱۳۲

(۴۳) امام احمد رضا اور عالم اسلام، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی (۱۴۰۳ھ) ص ۱۴۷

**خراجِ عقیدت** مولوی سید محمد آصف، کانپوری نے ۵رشعبان ۱۹۳۹ء اور پھر ۴ر رمضان ۱۹۳۹ء کو امام احمد رضا سے استفتاء کئے، آپ کو جن القابات سے یاد کیا، ان میں چند ایک یہ ہیں......

قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الملۃ والدین......(۴۴)

☆ بلندشہر (بھارت) کے محترم عبدالشکور نے قصبہ کیسر کلاں سے ۵رشعبان ۱۳۳۷ھ کو ایک استفتاء میں آپ کے القاب میں لکھا۔

طریقت شعار، حقیقت آثار (۴۵)

☆ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ نے ۲۴رشعبان ۱۳۳۹ھ کو اپنے استفتاء میں آپ کو لکھا۔

سرخیل کملائے دین، جنید عصر، شبلی دہر (۴۶)

☆ مولانا قاضی غلام گیلانی نے شمس آباد ضلع کیمل پور (پنجاب) سے ۱۸ر رجب ۱۳۳۱ھ کو آپ کے بارے میں لکھا۔

حضرت مجدد المائۃ الحاضرہ، الفاضل البریلوی، غوث الانام، مجمع العلم والحلم والاحترام، امام العلماء ومقدام الفضلاء۔ (۴۷)

☆ اودھے پور، میواڑ، بڑا بازار سے چھپیا بخشا جی محمود نے ایک استفتاء کے سرعنوان آپ کے بارے میں لکھا۔

بعالی خدمت، فیض درجت، غوث دوراں، قطب زماں، مجدد ہذا الاواں، حضرت مولانا الحاج..........(۴۸)

---

(۴۴) فتاوٰی رضویہ جلد ششم، مطبوعہ مبارک پور۔ص ۱۸۰،۴

(۴۵) فتاوٰی رضویہ، جلد ہشتم مطبوعہ مبارک پور ص ۱۵۹ (۴۶) ایضاً ص ۹۶

(۴۷) ایضاً ص (۴۸) فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم، مطبوعہ مبارک پور۔ص ۱۰۵

☆ بھرچنڈی (سندھ) سے مولانا عبدالقادری نے آپ سے استفتاء کرتے ہوئے سرِ عنوان لکھا۔

غیاث الاسلام والمسلمین، مجدد مأتہ حاضرہ (۴۹)

☆ مولانا سید غلام محمد نے پور بندر کاٹھیاوار، میٹھی مسجد سے ایک استفتاء کے سرِ عنوان لکھا۔

امام العلماء المحققین، مقدام الفضلاء المدققین، جامع شریعت وطریقت (۵۰)

☆ علامہ سید شاہ محمد قائم رضوی قتیل داناپوری بہار بھارت نے حضرت امام احمد رضا کے بارے میں لکھا۔

''حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہ انوار طریقت سے بھی بھرپور ہیں اور آج تک آپ کا فیض جاری ہے، بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ مجمع البحرین ہیں یعنی شریعت وطریقت کے سنگم ہیں۔ آپ کو بیعت میرے جدامجد سید السادات قطب العالم حضرت سید محمد کالپی قدس اللہ سرہ العزیز سے بواسطہ حضرت مارہرہ شریف حاصل تھی۔ آپ کے مریدین ومتوسلین کی تعداد اللہ ہی جانے۔ آپ کی تصانیف نظم ونثر سے صاف ہے کہ آپ مقام ''فنافی الرسول'' میں ہیں۔ میری کیا بساط کہ مناقب ومحامد لکھ سکوں۔'' (۵۱)

☆ بڑودہ، گجرات سے مولانا محمد اسرار الحق دہلوی نے ۷؍رجب المرجب ۱۳۱۷ھ ایک استفتاء کے سرِ عنوان امام احمد رضا کو خطاب کیا۔

افضل العلماء، واکمل الکملاء، آیۃ من آیات اللہ، برکۃ من برکات اللہ، مجدد دین،

(۴۹) فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر، مطبوعہ بیسل پور ضلع پیلی بھیت۔ ص ۳۱۵

(۵۰) فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص ۲۷ (مطبوعہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

(۵۱) انوار رضا۔ مطبوعہ لاہور، (۱۳۹۷ھ)۔ ص ۳۸۹

نائب سید المرسلین ﷺ حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمنا ومکرمنا ادامہ اللہ المنان علی روس اہل الایمان من الانس والجان۔(۵۲)

☆ صدر کراچی انجمن جمعیت الاحناف کے مولانا ابوالرضا غلام رسول نے ایک استفتاء کے سرعنوان لکھا۔

مظہر اسرار مصطفوی، سلطان العلماء.....قدوۃ شیوخ الزماں.....امام الشریعت والطریقت(۵۳)

**قابل توجہ** نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی سیرت وسوانح پر اگرچہ آپ کی شایانِ شان کام نہ ہوسکا۔ بہر حال کثیر مقالہ جات اور متعدد تصانیف آپ کی سیرت وسوانح پر شائع ہوچکی ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی سیرت وسوانح اور آپ کے کام کے بارے میں بہت سے گوشے منور ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مصنفین ومؤلفین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے کام میں برکت دے۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم اور نائب غوث اعظم کی روحانیت اور طریقت وحقیقت میں آپ کے رسوخ پر ابھی بہت ہی کم لکھا گیا ہے، جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ انتہاء یہ ہے کہ علماء وفضلاء کے مقالہ جات کا مجموعہ "انوار رضا" کے نام سے ضخیم شکل میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس سے قبل ماہنامہ المیزان بمبئی کا ایک وقیع وضخیم نمبر امام احمد رضا کی سیرت وکردار پر شائع ہوچکا ہے۔ علماء، فضلاء اور طلباء نے اسے قبولیت کے ہاتھوں لیا ہے۔ مگر سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل انوار رضا میں صرف چوبیس صفحات امام احمد رضا کی روحانیت اور تصوف کے بارے میں ہیں۔ جو یقیناً انتہائی کم ہیں۔

---

(۵۲) فتاویٰ رضویہ جلد دوم نصف اول، مطبوعہ بیسل پور، پیلی بھیت۔ ص ۱۶۹

(۵۳) فتاویٰ رضویہ جلد سوم، ص ۴۴۵

**وقت کی اہم ضرورت** امام احمد رضا سلسلہ قادریہ کی ایک اہم کڑی ہیں، آپ کے خلفاء و متوسلین نے نہ صرف برصغیر میں بلکہ اقصائے عالم میں علم وعرفان کی دنیا آباد کی۔ مسلم دنیا کی اکثر آبادی میں آپ کے انوار پھیلے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب عرفان آپ کی حقیقی روحانی عظمت کو واضح کرے۔ اوراس سلسلہ میں آپ کے کام کو آگے بڑھائے۔ کرامات کا صدور برحق ہے۔ مگر صرف چند کرامات کا ذکر کرنا ہی کافی نہ ہوگا۔ تصوف کی زبان اور اصطلاح میں آپ کے منصب کو اجاگر کیا جائے، تاکہ عامۃ الناس پر بھی واضح ہو کہ اس دور میں غوث اعظم کے نائب اعظم امام احمد رضا قادری بریلوی قدس اللہ اسرارنا بسرہ النوری ہیں۔

**زیرِ نظر کتاب** زیرنظر کتاب کے مصنف حضرت علامہ شاہ عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مشائخ قادریہ رضویہ کے تذکرہ کو مرتب فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جزا ہ اللّٰہ خیرالجزاء۔

یہ فقیر قادری غفرلہ الہادی اس کتاب کے چند صفحات پڑھ سکا ہے۔ اس دوران جو تأثرات مرتب ہوئے وہ ناظرین کی خدمت میں نہایت اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

☆ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ میں مشائخ کرام کے حالات، خاندانی کوائف، شجرۂ نسب اور شجرۂ طریقت کے علاوہ ان حضرات قدسی صفات کی علمی وروحانی مساعی جمیلہ کا تذکرہ بھی ہے۔ تذکرہ کے مطالعہ سے بے شمار علمی وروحانی تالیفات سے آگاہی ہوتی ہے۔

☆ سلاطین علم اور سلاطین زمانہ کا آپس میں گہرا تعلق رہا ہے۔ اس تذکرہ سے عیاں ہوگا کہ سلاطین زمانہ اور عامۃ الناس کے اولیاء کاملین کے ساتھ ادب واحترام کے روابط کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی بدعت ہے۔ بلکہ یہ مسلمانوں کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے اور اولیاء کا محبوب ومقبول۔

☆ متن تذکرہ اور اس کے جا بجا مفید حواشی میں بے شمار ان اولیاء کرام اور علماء عظام کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو سلسلہ قادریہ رضویہ سے تعلق نہیں رکھتے، یہ امر حضرت مصنف مدظلہ کے وسعتِ قلب پر دال ہے۔

☆ تذکرہ کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اولیاء کاملین علوم ظاہری کی تعلیم وتدریس میں کس درجہ انہماک سے مصروف ومشغول رہے۔ خانقاہوں کی زینت سجادہ حضرات اپنے وقتوں میں مدارس کے فخر المدرسین بھی تھے، عمدۃ المولفین بھی تھے اور زبدۃ العارفین بھی۔ بغیر حصول علم ظاہری، روحانی مدارج نصیب نہیں ہوتے کہ......

بے علم نتواں خدا را شناخت

یہ الگ بات ہے کہ جن محدودے چند اولیاء نے ظاہری علوم کا اکتساب باقاعدہ نہ فرمایا، تاہم جب انھیں ولایت کے مقام پر سرفراز فرمایا گیا تو علوم ظاہری بھی لدنی طور پر عطا ہو گئے، اور یہ حضرات ارشاد خداوندی وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مظہر بن گئے۔

تذکرہ کے مطالعہ سے یہ تصور باطل مٹ جاتا ہے کہ علماء اور صوفیہ دو الگ اور بے تعلق جماعتیں ہیں۔ علماء ربانیین ہی صوفیاءِ کاملین ہیں اور صوفیاء، علماء، ان میں کبھی بعد نہ رہا ہے۔ آپ پڑھیں گے کہ علم جدل، علم مناظرہ کے باقاعدہ مصنف حضرت علامہ مولانا عبدالرشید مصنف مناظرہ رشیدیہ ایک بلند مرتبت صوفی اور سلاسل طریقت میں مجاز وماذون تھے۔ بے شمار علماء کو آپ نے خرقۂ طریقت بھی عطا فرمایا۔ یہی خلفاء آپ کے تلامذہ بھی تھے۔

**نظامِ خانقاہی** آج کے اس مادی دور میں مکاتیب، مدارس، کلیات اور جامعات کی کثرت کے باوجود انسان کو انسان بننا میسر نہیں۔ مدارس کی تعلیمات نے انسان کو درندگی کی سرحدوں کے

قریب کردیا ہے۔ایک مسلمان اپنے بھائی کی عزت وآبرو، مال وجان کے درپے ہے۔محبت وایثار کے الفاظ صرف کتابوں میں ملتے ہیں، عملی زندگی میں ان کا سراغ ناپید ہے۔ یہ سب کچھ خانقاہی نظام سے نفرت کے باعث ہے۔ یہ درست سہی کہ خانقاہی نظام میں وہ پہلی سی بات نہ رہی تاہم اس کے آثار تو موجود ہیں۔اس کی اصلاح ممکن ہے۔عوام الناس کے لئے تو بہرنوع اس سے اکتساب ضروری ہے۔

خدا کرے یہ تذکرہ اللہ ورسول کے نزدیک مقبول ہو اور عامۃ المسلمین ، بالخصوص متوسلین سلسلہ قادریہ رضویہ کے لئے باعث خیر وبرکت ہو۔

اٰمِیْن بِحُرْمَةِ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَحُجَّتِهٖ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ

کھاریاں ضلع گجرات

۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

☆☆☆☆☆